فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ :

تو تم لوگ اہل ذکر سے پوچھ لو، اگر تم خود نہیں جانتے ہو۔(النحل 43)

اکابر علماء کرام کے فتاوی سے ماخوذ قربانی کے فضائل ومسائل!

فضائل ومسائلِ قربانی

و

احکامِ عید

جمع وترتیب؛

مفتی ابوصہیب نثار عفی عنہ

امام؛ جامع مسجد بیت المکرم

استاذ؛ مدرسہ تدریس القرآن بنوریہ

فہرستِ موضوعات

تمہید وابتدائیہ

عید الاضحیٰ کی آمد قریب ہے، ذوالحجہ کی دس تاریخ ہمیں اُس عظیم قربانی کی یاد دلاتی ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی صورت میں دی، مگر بحکمِ الہٰی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھے کو قربان کر دیا گیا۔اس واقعے کی تفصیلات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ الصافات کے اندر بیان فرمائی ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (سورۃ الصافات 102:)

پھر جب وہ بیٹا ان کے ہمراہ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک دن) ابراہیم نے کہا : بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا : ابا جان! وہی کچھ کیجئے جو آپ کو حکم ہوا ہے آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا ہی پائیں گے۔

قربانی کا معنی

امام راغب اصفہانی رح قربانی کا شرعی مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والقربان :مایتقرب بہ الی اللہ وصار فی التعارف اسما للنسیکۃ التی ھی الذبیحۃ.(المفردات راغب، ص399 :)

قربان سے مراد ہر وہ (چیز یا عمل ہے) جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے مگر تعارف کے اعتبار سے نسیکہ یعنی ذبیحہ کے لیے مخصوص ہو گیا ہے۔

امام فخر الدین رازی رح یہ تعریف کرتے ہیں؛

اَلْقُرْبَانُ :إِسْمٌ لِمَا يُتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى اللهِ تَعَالٰى مِنْ ذَبِيْحَةٍ أَوْ صَدَقَةٍ)(التفسير الكبير للرازی، 11 :/205

"یعنی وہ چیز جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے، چاہے کوئی جانور ذبح کیا جائے یا کوئی صدقہ دیا جائے۔"

یہاں قربانی کا معنی یہ ہے کہ عید اور ایام تشریق میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی وخوشنودی اور قرب حاصل کرنے کیلئے اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ اور دنبہ ذبح کرنا۔

قربانی کا تاریخی پس منظر

قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسان کی تاریخ پرانی ہے۔ اس کا واضح ثبوت سورۃ المائدۃ میں مذکورہ حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں کے قربانی کرنے کا واقعہ ہے، ان میں سے ہابیل کی قربانی قبول ہو جانے اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہونے کا بیان ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ .(المائدۃ، 27 :5)

"(اے نبی مکرم!) آپ ان لوگوں کو آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں (ہابیل وقابیل) کی خبر سنائیں جو بالکل سچی ہے جب دونوں نے (اللہ کے حضور ایک ایک) قربانی پیش کی سو ان میں سے ایک (ہابیل) کی قبول کر لی گئی اور دوسرے (قابیل) سے قبول نہ کی گئی۔"

قرآن مجید نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ انسان کو زمین پر بھیجنے کے ساتھ ہی قربانی کا حکم بھی

دے دیا گیا تھا اور یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ قربانی جیسا عمل جس میں جانور کا خون بہایا جاتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی وقت شرفِ قبولیت پاتا ہے جب وہ دل کے تقویٰ اور اخلاصِ نیت سے کی جائے۔ اسی تصور کو واضح کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ. (الحج، 37 :22)

”ہرگز نہ (تو) اللہ کو ان (قربانیوں) کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون مگر اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔“

قرآن مجید قربانی کے تاریخی پس منظر کو اس طرح بیان کرتا ہے:

لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَکًا ھُمۡ نَاسِکُوۡہُ. (الحج، 67 :22)

”ہم نے ہر ایک امت کے لیے (احکامِ شریعت یا عبادت و قربانی کی) ایک راہ مقرر کر دی ہے، انہیں اسی پر چلنا ہے۔“

ادیانِ عالَم میں قربانی کا تصور

دنیائے عالم میں پائے جانے والے مذاہب میں سے تین مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام کو عام طور پر ابراہیمی مذہب یا الہامی و آسمانی مذاہب تسلیم کیا جاتا ہے، ان تمام میں قربانی کا تصور پایا جاتا ہے:

عہد نامہ جدید کی اناجیل اربعہ میں سے ایک اہم ترین کتاب لوقا کی انجیل میں ہے کہ:

جیسا کہ خداوند کی شریعت میں لکھا ہے کہ ہر ایک پہلوٹا خداوند کے لیے مقدس ٹھہرے گا اور خداوند کی شریعت کے اس قول کے موافق قربانی کریں کہ قمریوں کا ایک جوڑا یا کبوتر کے دو بچے لاؤ۔ (لوقا، ب 2 :، جملہ 25 :)

یہودی نظریہ کے مطابق قربانی کے گوشت کو جلا دیا جاتا ہے۔گوشت جل جانے کو قربانی کی قبولیت اور نہ جلے تو قربانی کے رد ہو جانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس لیے اس کو سوختنی قربانی بھی کہا جاتا ہے۔مزید یہ کہ قربانی یہودی مذہب میں عبادت میں شامل ہے۔علاوہ ازیں یہود میں مختلف قسم کی قربانیاں متعارف ہیں، مثلاً : سوختنی قربانی، خطاء کی قربانی، جرم کی قربانی۔

(قادری، عبدالرشید، ڈاکٹر، ادیان عالم، دانیال اکیڈمی، لاہور، 2022ء، ص 321)

ایک انگریز ماہر مذاہب لیوس مور اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

دنیا کے تمام قدیم اور جدید مذاہب میں قربانی سب سے زیادہ مشترک وظائف میں سے ایک ہے۔ پوری تاریخ میں لوگوں کو دیوتاؤں، روحوں، بدروحوں اور آباء و اجداد کے لیے تقریباً ہر قابل تِصور چیز کی قربانی دیتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔اکثر قربانیاں حیوانات کی ہوتی ہیں۔جنہیں ذبح کیا جاتا ہے اور پھر دیوتاؤں کے سامنے پکایا اور کھایا جاتا ہے۔

(لیوس مور، مذاہب عالم کا انسائیکلو پیڈیا، نگارشات، لاہور، ط، اول، 2005ء، ص 29 :)

رشید احمد امریکی اقوام میں قربانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

امریکی اقوام میں قربانی کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں۔انسانی قربانی کا رواج میکسیکو میں بہت عام ہے۔حیوانات کی قربانی خونی اور آتشیں دونوں طرح سے دی جاتی ہے۔خونی قربانی کی صورت میں گوشت قربانی کرنے والے خود کھا لیتے ہیں۔قربانی کے لیے کتوں کو دوسرے جانوروں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ کتے دو یا تین یا پانچ کی تعداد میں بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں۔

(رشید احمد، تاریخ مذاہب، زمرد پبلی کیشنز کوئٹہ، ط، آٹھویں، 2005ص 43 :)

مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور بائبل و دیگر کتب کے مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ عبادت کے طور پر قربانی کا عمل ابتدا ہی سے الہامی وغیر الہامی مذاہب کے عباداتی امور کا ایک اہم عمل رہا ہے۔ اگرچہ اہلِ اسلام کے علاوہ دیگر اقوام اپنی دیگر عبادات کی طرح اس عبادتِ قربانی کو بھی ترک کر بیٹھی ہیں اور آج ان کے اندر یہ عمل مفقود ہے جبکہ مسلمان ہر ذوالحجہ کے مخصوص ایام (10، 11، 12) میں اپنے جانور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ذبح کرتے اور خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں۔

قربانی اور قرآن

قربانی اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے، اس کا اندازہ اس سے لگتا ہے کہ قرآن مجید میں کئی مرتبہ (آٹھ سورتوں میں) خداوند کریم نے قربانی اور متعلقات قربانی، اس کی اہمت اور حکمت وفلسفہ مختلف امتوں میں اس شکل وصورت پر روشنی ڈالی ہے، اور امت مسلمہ ملت ابراہیمی کے لیے اسے دینی شعار اور امتیازی نشان قرار دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ۔ (سورۃ الحج: ۳۴)

”اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی تا کہ وہ اللہ کے دیئے گئے مویشوں پر اس کا نام بلند کریں۔“

جیسا کہ خود آیت کریمہ سے واضح ہے، یہاں منسک سے مراد ذبح کرنا (قربانی دینا) ہے محققین اور تمام اکابر مفسرین نے اس کی تصریح کی ہے۔ (قرطبی، مراح للنووی ؒ، فتح القدیر للشوکانی

وغیرہ)

قربانی کی حکمت اور فوائد کے بارہ میں ارشاد باری ہے:۔

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ۔ (سورۃ الحج: آیت ۳۷)

”اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا مگر اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔“

سورۃ الکوثر میں واضح اور قطعی حکم ہے:۔

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ۔ (سورۃ الکوثر: آیت ۲)

”پس اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔“

قربانی اور حدیث

(۱)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ عشر سنین یضحی۔ (جامع الترمذی: ج ۱، ص ۲۷۷، ابواب الاضاحی)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دس برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے۔“

(۲)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عید قربانی کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں اونٹ یا کسی دوسرے جانور کی قربانی کرتے۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یذبح او ینحر

بالمصلی۔ (سنن النسائی: ج۲،ص۲۰۲،باب ذبح الامام اضحیته بالمصلّی)

(۳)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ میں گندم گوں رنگ کے دو مینڈھے قربانی کیے۔(بخاری نیز کتاب اختلاف للشافعی علی الام: ج/۷،ص/۲۸)

عن انس رضی اللہ عنہ قال ضحی النبی صلی اللہ علیہ بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ ویسمّی و کبر ووضع رجله علیٰ صفاحھما۔(صحیح بخاری: ج۲،ص۸۳۵)

(4)

بخاری شریف میں ہے کہ رسول ﷺ نے ازواج مطہرات ؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

عن عائشة رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا وحاضت بسرف قبل ان تدخل مکة وھی تبکی فقال مَالَكِ انفستِ قالت نعم قال ان ھٰذا امر کتبه اللہ علی بنات اٰدم فأقضی مایقضی الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت فلما کنا۔ بمنًی اتیت بلحم بقر فقلت ما ھٰذا قالوا ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ازواجه بالبقر۔ (صحیح بخاری: ج۲،ص۸۳۲،باب الاضحیة للمسافر والنساء)

(۵)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر صاحب وسعت پر سال بھر میں ایک قربانی واجب ہے۔(ابن ماجہ، ص/۲۳۳،)

عن مخنف بن سلیم قال کنا وقوفا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرفة فقال یآیھا الناس ان علیٰ اھل بیت فی کل عام اضحیة وعتیرة أتدرون ما العتیرة ھی التی

يسميها الناس الرجبية۔ (ابن ماجه: ص۲۲۶، باب الاضاحی واجبة اُم لا)

(۶)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے استطاعت کے باوجود قربانی نہ دی وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا۔ (ابن ماجه: ص۲۲۶، باب الاضاحی واجبة اُم لا)

(۷)

حضور اکرم ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے باپ حضرت ابراہم کی سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

عن زيد بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله ما هٰذه الاضاحی قال سُنة ابيكم ابراهيم عليه السلام۔ (مشكوٰة: ج۱، ص۱۲۹، باب فی الاضحية، الفصل الثالث)

(۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتے ہیں کہ عید قربان کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں، قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینگ، بال، سُم تک اعمال حسنہ کو بھاری کر دیں گے، اس کے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں۔ تو طیب نفس (دل کی خوشی) سے قربانی کرتے رہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

عن عائشة رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما عمل ابن اٰدم یوم النحر عملاً احبّ الی اللہ عزّوجل من هراقة دم وانهٗ لیاتی یوم القیمة بقرونها واطلافها واشعارها وان الدم لیقع من اللہ عزّوجل بمکان قبل ان یقع الارض فطیبوا بها نفسا۔ (ابن ماجه: ص۲۲۶، باب ثواب الاضحیة)

(۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ہر بال کے بدلے تمہارے لیے نیکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا رسول اللہ ما هٰذا الاضاحی قال سُنة ابیکم ابراهیم قالوا فما لنا فیها یا رسول اللہ! قال بکل شعرة حسنة قالوا فالصّوف یا رسول اللہ! قال بلکل شعرة من الصّوف حسنة۔

(ابن ماجه: ص۲۲۶)

سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے رحمت خداوندی کا کہ اتنی بڑی دولت میسر ہو اور پھر بھی مسلمان کوتاہی کرے، مومن کی شان تو یہ ہے کہ قربانی اگر اس پر واجب نہ بھی ہو تب بھی ثواب اور نیکیوں کا یہ خزانہ ہاتھ نہ جانے دے۔

شرائط وجوب قربانی

قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:۔

(۱)

اسلام (غیر مسلم پر واجب نہیں)۔

(۲)

اقامت (مسافر پرواجب نہیں)۔

(۳)

حریت یعنی آزاد ہونا۔(غلام پر واجب نہیں)اس کے لیے مرد ہونا شرط نہیں عورتوں پر بھی واجب ہے،نابالغ پر نہ خود واجب ہے نہ اس کی طرف سے اس کے ولی پرواجب ہے۔

کما فی ظاھر الروایۃ وبہ الفتویٰ؛قال العلامۃ الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ :بشروط وجوب قربانی ،الاسلام ،الاقامۃ،حریۃ ولاتجب (علی الصبی)فی ظاھر الروایۃ ولٰکن الافضل ان یفعل ذٰلک۔(بدائع الصنائع:ج۲،ص۶۴، کتاب الاضحیۃ)

(۴)

تونگری یعنی جومسلمان اتنامالدارہوکہ اس پرزکوٰۃ واجب ہواس پرعید کے دن صدقہ فطراورقربانی واجب ہے چاہے وہ مال تجارت ہویانہ ہو،اور چاہے اس پر پوراسال گذرچکا ہو یانہ گذرا ہو۔(بہشتی زیور:ص/۲۵۰،حصہ تیسرا)

قربانی کے جانور

اونٹ،گائے،بکری کی تمام انواع (نر،مادہ،خصی،غیرخصی) کی قربانی ہوسکتی ہے بھینس گائے میں شمار ہے اور بھیڑیادنبہ بکری میں۔گائے،بھینس،اونٹ ان سب میں سات آدمی بھی شریک کرسکتے ہیں جبکہ کسی کا ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔اگرکسی گائے یااونٹ میں سات یااس سے کم آدمی شریک ہوئے توسب کی قربانی درست ہے اوراگرآٹھ یازیادہ ہوئے توسب کی قربانی نہ ہوگی۔

قال العلامۃ الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ :(والاضحیۃ من الابل والبقر والغنم)لان جواز التضحیۃ بھٰذہ الاشیاء عرف شرعًا بالنص علی خلاف القیاس فیقتصر علیھا۔(تبیین

الحقائق: ج۶، ص۷، کتاب الاضحیة)

قال العلامة الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ :ویدخل فی کل جنس نوعه والذکر ولانثی منه الیٰ قوله والمعز نوع من الغنم والجاموس نوع من البقر بدلیل انه یضم ذٰلك الی الغنم والبقر فی باب الزکوٰة۔ (بدائع الصنائع: ج۵، ص۶۹، کتاب الاضحیة)

قال العلامة الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ :ولایجوز بعیر واحد ولابقرة واحدة عن اکثر من سبعة ویجوز ذٰلك عن سبعة۔ (بدائع الصنائع: ج۵، ص۷۰، کتاب الاضحیة)

جانور کی عمر

اونٹ پانچ سال کا، گائے بھینس دو سال کی، بکری ایک سال کی، اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں، ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کی عمر والے کی بھی قربانی درست ہے۔

لما فی الھندیة :فلایجوز شئٌ مما ذکرنا من الابل والبقر والغنم عن الاضحیة الا الثنی من کل جنس والا الجذع من الضأن خاصة اذا کان عظیما الی قوله قالوا الجذع من الغنم ابن ستتة اشھر والمثنی ابن سنة والجذع من البقر ابن سنة والثنی منه ابن سنتین والجذع من الابل ابن اربع سنین والثنی ابن خمس۔ (الفتاویٰ الھندیة: ج۵، ص۲۹۸، الباب الخامس)

کن جانوروں کی قربانی جائز اور کن جانوروں کی ناجائز؟

کانے اور اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اگر ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا دم تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی (یہ پیدائشی نہ ہوں) تو قربانی درست نہیں۔ اتنالا غیر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو یا ایسا لنگڑا جو تین پاؤں سے چل سکتا ہے، چوتھا پاؤں رکھ نہیں سکتا یا اس سے چل

نہیں سکتا اس کی قربانی درست نہیں۔ جس کے سارے یا آدھے سے زیادہ دانت نہ ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں مگر جڑیں سالم نہ ہو ں یا خصی ہو اس کی قربانی درست ہے۔

لما فی الهندية: ولا تجوز العمياء والعوراء البين عورها الیٰ قوله ولو ذهب بعض هٰذه الاعضاء دون بعض من الاذن والالية والذنب والعين۔ (الفتاویٰ الهندية: ج۵، ص۲۹۸، الباب الخامس)

وفی جامع انهٗ اذا كان ذهب الثلث أو اقل جاز وان كان اكثر من الثلث لايجوز۔ وروی ابویوسف رحمه الله انه ان كان ذهب الثلث لايجوز وان كان اقل من ذٰلك جاز۔ وقال ابویوسف رحمه الله ذكرت لابی حنیفة رحمه الله فقال قول مثل ذٰلك۔ (الفتاویٰ الهندية: ج۵، ص۲۹۸، الباب الخامس، كتاب الاضحية)

قال العلامة التمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ: فلو مهزولة لم يجز الیٰ قوله المهزولة التی لا مخ فی عظامها۔ (شرح تنویر الابصار علیٰ هامش ردالمحتار: ج۵، ص۲۲۷، كتاب الاضحية)

خُنثیٰ جانور جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلالہ جو صرف غلیظ چیزیں کھاتا ہو یا جس کی ٹانگ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اور اگر جانور خریدنے کے بعد ایسا کوئی عیب پیدا ہو تو اس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدے۔ ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہ ہو تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی قربانی کردے۔

قال العلامة التمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ: ولا بالخنثیٰ لان لحمها لا ينضج۔ (شرح تنویر الابصار علیٰ هامش ردالمختار: ج۵، ص۲۲۸، كتاب الاضحية)

قال العلامة ابن عابدینؒ: والعرجاء التی تمشی بثلاثة قوائم وتجافی الرابع عن الارض لاتجوز الاضحیة بھا۔ (البحر الرائق: ج۸، ص۱۷۶، کتاب الاضحیة)

قال المرغینانیؒ: واما الھتماء وھی التی لا اسنان لھا فعن ابی یوسفؒ انہٗ یعتبر فی الاثنان الکثرة والقلة وعنہ ان بقی ما یمکن الاعتلاف بہ اجزأ۔ ویجوز ان یضحی بالجماء وھی التی لاقرن لھا لان القرن لایتعلق بہٖ مقصود وکذا مکسورة القرن لما قلنا والخصی لان لحمھا اطیب۔ (الھدایة: ج۴، ص۴۴۸، کتاب الاضحیة)

قال الحصکفیؒ: واشتراھا سلیمة یعتب بعیب مانع من التضحیة کان علیہ ان یتیم غیرھا مقامھا ان کان غنیًا وان کان فقیرًا یجرئہ ذٰلک لان الوجوب علی الغنی بالشرع ابتداءً لابالشراء۔ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار: ج۵، ص۲۲۹، کتاب الاضحیة)

قربانی کے مسائل واحکام

(۱)

قربانی کاوقت بقرعید یعنی دس ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔ پہلا دن دس ذی الحجہ سب سے افضل ہے، پھر گیارہ ذی الحجہ پھر بارہ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔

قال العلامة الکاسانیؒ: فلایجوز لاحد ان یضحی قبل طلوع الفجر الثانی عن الیوم الاوّل من ایام النحر۔ (بدائع الصنائع: ج۵، ص۷۳، کتاب الاضحیة)

(۲)

بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، ہاں دیہات یا قصبوں والے جہاں نماز عید نہ ہو

تی ہو نماز فجر کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

والایام النحر ثلاثة یوم الاضحی وھو یوم العاشر من ذی الحجة الخ۔

(بدالصنائع: ج۵،ص۶۵، کتاب الاضحیة)

(۳)

رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں، شاید اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

والمستحب ذبحها بالنهار دون الليل لانهٗ أمكن لاستفاد العروق كذا فى الجوهرة النيرة۔ (الفتاوىٰ الهندية: ج۵،ص۲۹۶، كتاب الاضحية)

(۴)

اگر بارہویں کے غروب آفتاب سے پہلے مقیم ہوا یا تونگر ہوا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

لما فى الهندية: لو كان مسافرًا فى اول الوقت ثم أقام فى اٰخره تجب عليه۔

(الفتاوىٰ الهندية: ج۵،ص۲۹۲، كتاب الاضحية، باب شرائط وجوب)

قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد البخارى رحمۃ اللہ علیہ: ولو جاء يوم الاضحى ولا مال لهٗ ثمّ استفاد مائتى درهم ولا دَيْن عليه وجبت الاضحية۔ (خلاصة الفتاوىٰ: ج۴،ص۳۰۹، كتاب الاضحية)

لما فى الهندية: ج وهٰكذا لو كان فقيرًا فى اوّل الوقت ثمّ أيسر فى اٰخره تجب عليه۔

(الفتاوىٰ الهندية: ج۵،ص۲۹۲، كتاب الاضحية)

(۵)

قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اولیٰ ہے ورنہ کسی اور سے بھی کرانا جائز ہے۔

لما فى الهندية: والافضل ان يذبح اضحية بيده ان كان يحسن الذبح لان الاولىٰ فى

القربات ان یتولّٰی بنفسہٖ وان کان لایحسن الذبح فالافضل ان یستعین بغیرہ ولکن ینبغی ان یشھدھا بنفسہٖ۔ (الفتاویٰ الھندیۃ: ج۵، ص۳۰۰، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس)

(۶)

قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھے:

إِنِّي وَجَّهتُ وَجهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ المُشرِكِينَ۔ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرتُ وَأَنَا أَوَّلُ المُسلِمِينَ۔ اَللّٰھُمَّ مِنكَ وَلَكَ۔

پھر بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکبَر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اللّٰھم تقبّلہ منّی کما تقبّلت من حبیبك محمد وخلیلك ابراھیم علیھم السلام۔

عن جابر قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجرئین فلمّا وجھما قال انی وجّھت وجھی الخ۔ (مشکوٰۃ: ص۱۲۸، کتاب الاضحیۃ، الفصل الثانی)

(۷)

زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں، دل کا ارادہ بھی کافی ہے۔

قال العلامۃ ابن عابدین رحمہ اللہ علیہ: ولایشترط ان یقول بلسانہٖ مانوی بقلبہ کما فی الصلوٰۃ۔ (ردالمحتار: ج۵، ص۲۱۹، کتاب الاضحیۃ)

(۸)

اگر قربانی واجب ہو اور قربانی کے دن بغیر قربانی کیے گذر جائیں تو بعد میں بھیڑ یا بکری کی قیمت

دیدی جائے اور اگر جانور خرید لیا گیا ہو تو بعینہٖ وہی خیرات کر دیا جائے۔

اذا أوجب شاۃ بعینھا او اشتراہ لیضحی بھا فمضت ایام النحر قبل أن یذبحھا تصدق بھا حیۃ ولا یأکل من لحمھا لانہ انتقل الواجب من اراقۃ الدم الی التصدق وان لم یوجب ولم یشتر وھو موسر وقد مضت أیامھا تصدق بقیمۃ شاۃ تجزی للاضحیۃ۔ (ردالمحتار: ج۵،ص۲۲۶، کتاب الاضحیۃ)

گوشت اور کھال کا حکم

(۱)

قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے خویش واقارب، غنی وفقراء سب کو دے سکتا ہے، بہتر یہ ہے کہ کم از کم تہائی حصہ خیرات کر دے، اس سے کمی نہ کرے۔

قال العلامۃ الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ: ویأکل من لحم الاضحیۃ ویوکل غنیًا ویدخر وندب ان لاینقص التصدق عن الثلث۔ (الدر المختار علی ردالمحتار: ج۵،ص۲۳۰، کتاب الاضحیۃ)

(۲)

اگر سات آدمی قربانی میں شریک ہوں تو گوشت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ صحیح تول کر تقسیم کریں ورنہ گناہ ہوگا۔

قال العلامۃ طاھر بن عبدالرشید البخاری رحمۃ اللہ علیہ: سبعۃ ضحوا وارادوا ان یقسموا اللحم بینھم ان اقتسموھا وزنا جاز وان اقتسموھا جزافًا ان جعلوا مع اللحم شیئًا من السقط کالرأس والاکراع یجوز فان لم یجعلوا لایجوز۔ (خلاصۃ الفتاویٰ: ج۴،ص۳۱۵، کتاب الاضحیۃ)

(۳)

قربانی کی کھال یا اس کی قیمت خیرات کر دیں اور ان لوگوں کو دیں جو زکوۃ وصدقہ فطر کے مستحق ہیں۔قیمت میں جو پیسے ملیں وہی خیرات کر دیں، اگر تبدیل کر کے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔

ولا بأس بالدراهم ليتصدقها وليس له ان يبيعه بالدراهم لينفقها على نفسه ولو فعل ذلك يتصدق بثمنه۔ (خلاصة الفتاوىٰ: ج۴، ص۳۲۲، كتاب الاضحية)

(۴)

کھال کو اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے۔مثلاً اس سے رسی بنوائی یا چھلنی یا ڈول یا جائے نماز بنوائی۔

(بہشتی زیور)

ويجوز الانتفاع بجلد الاضحية والهدى والمتعة والتطوع بان يتخذه فروًا اوبساطاً اوجرابًا اوغربالا الخ۔ (خلاصة الفتاوىٰ: ج۴، ص۳۲۱، كتاب الاضحية)

(۵)

گوشت یا چربی یا چمڑا قصائی یا کسی اور کو تنخواہ یا مزدوری میں دینے کا حکم نہیں۔

لما فى الهندية :ولا يحل بيع شحمها وأطرافها ورأسها وصوفها ووبرها وشعرها ولبنها الذى يحلبه منها بعد ذبحها بشئ لا يمكن الانتفاع به الاّ باستهلاك عينه من الدراهم والدنانير والماكولات والمشروبات ولا ان يعطى آجر الجزار والذابح منها۔ (الفتاوىٰ الهندية: ج۵، ص۳۰۱، كتاب الاضحية)

(۶)

قربانی کی رسی جھول وغیرہ بھی خیرات کرنی چاہیئے۔

لما فی الهندية :واذ ذبحها تصدق بجلالها وقلائدها كذا فی السراجية۔ (الفتاویٰ الهندية: ج۵، ص۳۰۰، کتاب الاضحية، الباب السادس)

(۷)

اگراپنی خوشی سے کسی مردہ کو ثواب پہنچانے کے لیے قربانی کی جائے تو اس قربانی کے گوشت میں سے کھانا یا کھلانا اور بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم۔ (بہشتی زیور)

قال العلامة طاهر بن عبدالرشيد البخاری رحمة الله عليه : سئل نصير رحمة الله عليه عن رجل ضحی عن الميت قال الاجر له والملك لهذا وفی الفتاویٰ ان كان بامر الميت المختار انهٗ لايتناول۔ وقال فی باب الباء ان ضحی بغير امره المختار انهٗ يتناول۔ (خلاصة الفتاویٰ: ج۴، ص۳۲۲، کتاب الاضحية)

تکبیراتِ تشریق

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک شہری مقیم کو ہر نماز پنج گانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے، اگر زیادہ بار کہے تو افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں جو یہ ہے

اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اكبر ولله الحمد۔

لما فی الهندية: اما صفة فانهٗ واجبٌ وأما عدده وما هية فهو أن يقول مرة واحدة الله اكبر الله اكبر لا اله الاّ الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد۔ وأما شروطهٗ فاقامةٌ ومصرٌ ومكتوبةٌ وجماعة مستحبةٌ واما وقته فاوّلهٗ عقيب صلوٰة الفجر من يوم

عرفة وآخره فی قول ابی یوسف ومحمّد رحمهما الله تعالیٰ عقیب صلوٰة العصر من آخر ایام التشریق والفتویٰ علیٰ قولهما ۔ (الفتاویٰ الهندیة: ج۱، ص۱۵۳، الباب السابع)

ویستحب یوم الفطر للرجل الاغتسال والسواك ولبس احسن ثیاب۔ ویستحب التختم والتطیب واستحب فی عیدالفطر أن یأكل قبل الخروج الی المصلی الاكل قبل صلوٰة یوم الاضحی لایكره لٰكن یستحب لهٗ ان لایفعل ویستحب ان یكون أول تناولهم من لحوم الأضاحی ویكبر فی الطریق فی الأضحی جهرًا۔

و كیفیة صلوٰتها: ان ینوی صلوٰة العید بقلبه ویقول بلسانه اُصلی صلوٰة العید لله تعالیٰ الخ۔ (الفتاویٰ الهندیة: ج۱، ص۱۴۹، باب صلوٰة العیدین)

ثم یكبر للتحریمه... ثم یكبر الامام والقوم تكبیرات الزوائد ثلاثًا یرفع یدیه للامام والقوم فی كل منها ثم یكبر الامام والقوم تكبیرات الزوائد ثلاثًا ویرفع یدیه فیها كما فی الركعة الاولیٰ۔ (طحطاوی: ص۲۹۱، باب العیدین)

قربانی کی بجائے قیمت:

ہمارے ملک اور بعض اسلامی ممالک میں دین کی روح سے نابلد ایسے روشن خیال اور تجدد زدہ افراد کی کمی نہیں جو آئے دن اپنی تحقیق واجتہاد کی چھری اسلامی شعائر اور قطعی ومتواتر احکام وعبادات پر چلانا چاہتے ہیں، ہمارے ہاں بھی عیدالاضحی کے موقعہ پر ایسے شوشے شوشے چھوڑ دیئے جاتے ہیں کہ قربانی کرنا جانوروں کی ضیاع ہے اس سے قومی سرمایہ ضائع ہوتا ہے اور بجائے قربانی کے اس کی قیمت کو رفاہی کاموں میں لگانا چاہیے۔ علماء اسلام نے تفصیل سے ایسے شبہات اور وسوسہ اندازیوں کے معقول جوابات دیئے ہیں۔ اس دفعہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

کے اجلاس ۱۳۹۶ھ کے نوٹس میں الجزائری اخبار الشعب مجریہ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ میں شا ئع شدہ ایک الجزائری فتویٰ لا یا گیا ہے جس میں حج کے موقعہ پر قربانی کی بجائے اس نقد قیمت تقسیم کرنے کا کہا گیا تھا۔رابطہ کی مجلس تاسیسی نے تفصیلی دلائل کے ساتھ ایک فتویٰ میں اس نظریہ کو غیر اسلامی قرار دیا کہ قرآن وسنت کے واضح نصوص نبی کریم علیہ السلام کے عمل ،قولی وفعلی ہدایا ت اور عہد نبوت سے لے کر اب تک صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کے تعامل سے ثابت شدہ مسائل وعبادات میں کسی رائے زنی کی گنجائش نہیں ،تقرب الی اللہ خود ساختہ طریقوں سے لا کھوں کر وڑوں روپیہ خرچ کرنے سے نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر چلنے میں ہے،کسی کام کے اقتصادی اور معاشی مصالح کے پہلو تب تلاش کئے جا سکتے ہیں ،جہاں امت کے اجماعی فیصلوں اور نصوص قطعی پر زد نہ پڑے اس لیے استبدال ذبائح بالثمن جیسے لا یعنی مباحث کا دروازہ کھولنا ابتداع اور مداخلت فی الدین کے سوا کچھ بھی نہیں ۔

مذکورہ ہر سہ قراردادوں میں اسلامی نقطئہ نظر اور جمہور اہلسنت کے عقائد کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے اس لئے ایسی قراردادیں عالم اسلام کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے اطمینان قلب وزیادت ایمان کا باعث ہیں ۔دوسری طرف مغرب سے متاثر خام اذہان کو بھی تنبیہ ہو جاتی ہے ۔کہ ایسے مسا ئل میں عالم اسلام کی کثریت کسی بھی ملحدانہ خیالات کی روادار نہیں ۔

(حقانیہ ج،6ص،468)

عید کی سنتیں

حجامت بنوانا،غسل کرنا،اچھے سے اچھا لباس پہننا (جو میسر ہو) سرمہ لگانا،میسر ہو تو خوشبو لگانا۔اس

عیدمیں نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا چاہئے بلکہ افضل یہ ہے کہ واپس آ کر قربانی کرے اور اس کا گوشت کھائے،اس عید میں عیدگاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے یہ تکبیر پڑھے:

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اکبر وللہ الحمد۔

عیدگاہ میں وقت سے پہلے جانا اور شروع صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرنا، واپسی پر عیدگاہ سے جس راستے سے گیا تھا اس کی بجائے دوسرے راستے سے آنا بھی سنت ہے۔

نماز کی نیت

نیت اصل میں سل کے پختہ ارادے کا نام ہے،اور اگر زبان سے یہ الفاظ کہدے تو بہتر ہے، دو رکعت نماز عید الاضحی مع چھ تکبیرات ِواجب کے، بندگی اللہ تعالیٰ کی، منہ طرف قبلہ شریف کے، پیچھے اس امام کے۔

پہلی رکعت میں ثناء کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہیں گے، مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی دو بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں اور حسب معمول امام صاحب کے ساتھ رکعت پوری کریں ۔دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین بار تکبیرات کہیں گے، مقتدی حسب سابق اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔

خطبہ

نماز عید کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کا سننا واجب ہے، کچھ لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے عیدگاہ سے چلے جاتے ہیں، خواہ خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے خطبہ ختم ہونے تک اپنی جگہ نہ چھوڑ

یں۔

(ماخوذ از فتاوی حقانیہ، ج،6ص 472)

اللهم إنی أسألك العفو والعافية فی دينی ودنيای وأهلی ومالی، اللهم استر عوراتی وآمن روعاتی، اللهم احفظنی من بين يدیّ ومن خلفی وعن يمينی وعن شمالی ومن فوقی وأعوذ بعظمتك أن أغتال من تحتی.

اللهم تقبل منا الدعاء، واستجب لكل يد رفعت إليك اللهم قرّ أعيننا بما نتمنى وحدك أنت القادر ولا يعجزك شیء ياحی ياقيوم.

اللهم عافنی فی بدنی، اللهم عافنی فی سمعی، اللهم عافنی فی بصری، لا إله إلّا أنت، اللهم إنی أعوذبك من الكفر والفقر ومن عذاب القبر لا إله إلّا أنت.

اللهم اجعل صيامی فی هذا اليوم بالشكر والقبول علی ما ترضاه، اللهم تقبل منی الصلاة والصيام والقيام، واغفر لی جميع الخطايا والذنوب والآثام. وأسألك أن ترفع ذكری، وتضع وزری، وتصلح أمری، وتطهر قلبی، وتحصن فرجی، وتنور قلبی، وتغفر لی ذنبی، وأسألك الدرجات العلی من الجنة آمين. اللهم إنی أسألك أن تبارك فی نفسی، وفی سمعی، وفی بصری، وفی روحی، وفی خلقی، وفی أهَلْی، وفی محيای، وفی مماتی، وفی عملی، فتقبل حسناتی، وأسألك الدرجات العلا من الجنة آمين.

المفتی ابوصہیب نثار عفی عنہ